HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

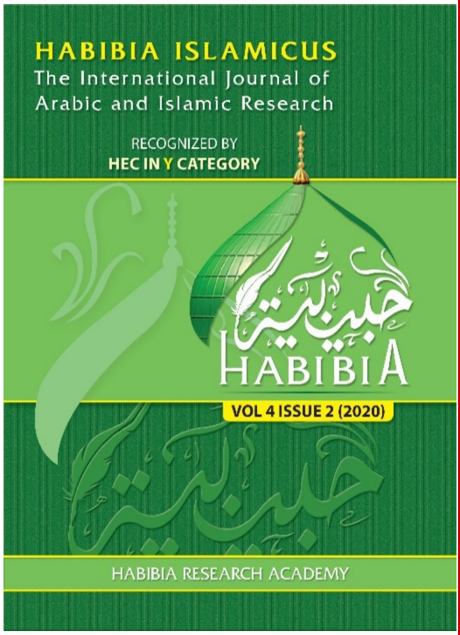

TOPIC:

THE GROWING TREND OF DIVORCE IN SOCIETY, ITS CAUSES AND EFFECTS AND ITS LEGAL SOLUTION

معاشرہ میں طلاق کے بڑھتے رجحانات، اسباب واثرات اوران کا شرعی حل

AUTHORS:

1. *Dr. Abdur Razzaq, Asst. Professor, Dept. of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Email: arazaq@gudgk.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-2152-4060*
2. *Manzoor Hussain, Research Scholar, Govt. College University of Faisalabad. Email:manzoorjarwar20@mail.com, Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9399-7908*

HOW TO CITE: *Razzaq, Abdur, and Manzoor Hussain. 2020. "URDU 4 THE GROWING TREND OF DIVORCE IN THE SOCIETY, ITS CAUSES, EFFECTS AND LEGAL SOLUTION: معاشرہ میں طلاق کے بڑھتے رحجانات، اسباب واثرات اور ان کا شرعی حل". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):43-54. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u04.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/137

QR. Code

Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 43-54
Published online: 2020-12-10

THE GROWING TREND OF DIVORCE IN THE SOCIETY, ITS CAUSES, EFFECTS AND LEGAL SOLUTION

معاشرہ میں طلاق کے بڑھتے رجحانات، اسباب اثرات اور ان کا شرعی حل

Abdur Razaq, Manzoor Hussain.

ABSTRACT

Islam gives special importance to the relation between husband and wife. .In Islamic teaching emphasis has been laid to keep intact the conjugal relation to every possible extent .But if in the event of some unavoidable circumstances ,Islam allow the right of divorce to be used .But this is the last resort. In its to spirit the divorce should be given in some special situations. Because divorce has many implications not only on the kids and spouses, but also the whole family and even on the society as well. The study of the causes of divorce shows that it mostly occurs because of non-provision of mutual rights by either side or Islam lays special emphasis on human rights. There are Islamic teaching and the establishment of Islamic society is the panacea of all our ills.

KEYWORDS: *Islamic Teaching of divorce, the growing trend of divorce in the society, causes, effects and legal solution of divorce.*

مسلمان مرد اور عورت شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ازواجی تعلق قائم کرکے اس کے ساتھ اپنی پوری زندگی عفت وعصمت اور پاک دامنی کے ساتھ گزاردیں یہ عمل اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔اوراللہ کے نزدیک مبعوض اور ناپسندیدہ عمل یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی شریک حیات کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے اسے علیحدہ کردے اور اسی طرح میاں بیوی کا قیمتی رشتہ توڑدے۔اور پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کے ذریعے مرد اور عورت ایک دوسرے کی زندگی کے رفیق اور شریک کار بنتے ہیں اور دونوں جائز طریقہ سے نسل انسانی کی افزائش کرتے ہیں۔زناوبدکاری اور دل ونگاہ کی آوارگی سے اپنے نفس کو بچاتے ہیں۔اولاد کی تعلیم وتربیت میں دونوں ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔بیوی گھر کی زینت اور باعث سکون وقرار بنتی ہے۔دونوں ایک دوسرے سے سکون پاتے ہیں۔عورت کی فطری نزاکت کے پیش نظر مذہب اسلام نے مرد کو اس کی ضروریات کا ذمہ دار اور کفیل بنایاہے۔اس لیے اسلام میں یہ امر سخت ناپسندیدہ ہے کہ مرد اپنی شریک حیات کو طلاق دے کر اپنے گھر کی رونق ختم کردے اور دوخاندانوں کی تفریق کا ذریعہ بنیں۔اس وجہ سے اسلام نے طلاق دینے کی اجازت اس وقت دی ہے جب میاں بیوی کے مابین اس قسم کی کشیدگی اور نفرت پیدا ہوجائے جو افہام وتفہیم کے ذریعہ سے دور نہ ہوسکے اور دونوں کے تعلقات ومعاملات کو سلجھانے کا طلاق کے سوا دوسرا راستہ باقی نہ رہے۔ان حالات میں ان اسباب کا جائزہ ضروری ہے۔جس کی وجہ سے زوجین میں تفریق واقع ہوتی ہے۔اور بعد از طلاق اولاد اور سوسائٹی پر اسکے جو اثرات ونتائج پڑتے ہیں۔اس کا ادراک ضروری ہے۔

طلاق کے لغوی معنی: طلاق لغت میں قید وبندش کھول دینے کا نام ہے اور یہ لفظ "اطلاق" سے ماخوذ ہے۔اہل عرب کہتے ہیں۔اطلقت ابلی واسیری۔میں نے اپنے اونٹ پر قیدی کو چھوڑدیا۔"وطلقتت امراءتی" میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔اس طرح اہل عرب کے نزدیک

لفظ "اطلاق" اور "طلاق" دونوں یکساں ہیں۔ البتہ اہل لغت نے دونوں کے استعمال میں یہ فرق کیا ہے کہ لفظ طلاق صرف عورتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اطلاق عورتوں کے علاوہ جانور اور قیدی وغیرہ کو چھوڑنے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔"(۱)

القاموس الجدید میں ہے۔ طلقت المراۃمن زوجھا طلاقا فھی:طالق (2) **عورت کا طلاق لینا اس کے شوہر سے پس وہ طلاق والی کہلاتی ہے۔ بعض اہل لغت نے طلاق کے لغوی معنی ترک اور مفارقت کے بتائے ہیں۔** جس کا مطلب ہے چھوڑ دینا، آزاد کرنا، جدا ہونا یا جدا کرنے کے ہیں۔ مصباح اللغات میں ہے۔طلقت،طلاقا۔ المراۃ من زوجہا۔ **عورت کا شوہر سے جدا ہونا اور اس کو چھوڑ دینا۔**"(3)

مولانا نذیر احمد اپنی کتاب اشرف التوضیح میں طلاق کی لغوی تعریف کرتے ہیں۔ "طلاق کا لغت میں معنی ہےحل قید حساًاو معناً۔"یعنی قید حسی یا قید معنوی کو کھول دینا۔ قید حسی کھول دینے کی مثال یہ ہے کہ کسی کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں وہ اُتار دی جائیں۔ قید معنوی کی مثال یہ ہے کہ نکاح کی وجہ سے عورت پر قید اور پابندی لگ جاتی ہے کہ یہ اب کسی اور جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب آدمی طلاق دیتا ہے تو گویا قید معنوی کو اٹھا دیتا ہے۔"(4)

شرعی اصطلاح میں طلاق کی تعریف: شرعی اصطلاح میں زوجین کے درمیان موجود رشتہ ازواج کو مخصوص الفاظ یا متعارف اشارہ سے ختم کرنے کا نام طلاق ہے۔ شرع میں طلاق مخصوص الفاظ کے ساتھ اس قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہیں جو طلاق کے وقت نکاح سے قائم ہو۔ بعض فقہاء کے خیال میں طلاق مخصوص الفاظ کے ذریعہ نکاح کی قید کو ختم کرنے یا نکاح کی اس گوہ کو کمزور کر دینے کے ہیں۔ کیوں کہ بائن طلاق کی صورت میں نکاح فوری طور پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ رجعی طلاق کی صورت میں نکاح عدت گزر جانے تک ختم نہیں ہوتا بلکہ کمزور ہو جاتا ہے۔"(5)

مولانا نذیر احمد نے طلاق کی شرعی اصطلاحی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔ الطلاق ازالۃالنکاح اونقض حلتہ۔**طلاق نکاح کو زائل کر دینا یا اس کی حالت کو کم کر دینا۔**(6) جب کسی نے طلاق مغلظہ یا بائنہ دے دی تو نکاح زائل ہو گیا۔ جب طلاق رجعی دی تو نکاح بالکلیہ زائل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے وطی جائز ہے۔ جمہور کے نزدیک البتہ اس عورت پر اختیار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اگر رجوع کر کے گھر لے آئے گا تو پہلے تین طلاقوں کا مالک و مختیار رہا۔ اب رجوع کے بعد صرف دو طلاقوں کا اختیار رہے گا۔ "نقض حلتہ" سے مراد یہی ہے۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمنٰ طلاق کی اصطلاحی تعریف اس طرح لکھتے ہیں۔ "شوہر کی جانب سے اصالتاً، وکالتاً، نیابتاً یا تفویضاً، مخصوص الفاظ کے ساتھ یا بالکنایہ فی الفور یا بالنتیجہ، رشتہ ازدواج ختم کرنے کا نام طلاق ہے۔"(7)

دیگر فقہاء کی کتب میں طلاق کی تعریف: مالکیہ کے ہاں طلاق کی تعریف: الطلاق: "صفۃ حکمیہ تر فع حلیۃ متعۃالزوج بزوجتہ۔"(8) "طلاق ایسی صفت حکمت ہے۔ جو خاوند کی منفعت کو زوجہ سے اٹھا دیتی ہے۔" **شافعیہ کے ہاں طلاق کی تعریف:** شافعی مسلک کے محمد الشربینی طلاق

کی تعریف تحریر کرتے ہیں۔ الطلاق:" حل عقدة النکاح بلفظ الطلاق و نحوه۔"(9) نکاح کو توڑنا جائز ہے۔ طلاق کے الفاظ اور اس کے مثل سے **حنابلہ کے ہاں طلاق کی تعریف**۔الطلاق:" هو حل قيد النكاح او بعضه"(10)"طلاق وہ ہے جو نکاح کی قید کو توڑتی ہے۔ یا اس کے بعض کو" **زیدیہ کے ہاں طلاق کی تعریف**۔ المختار میں عبد اللہ بن مفتاح طلاق کی تعریف لکھتے ہیں۔الطلاق:" قول مخصوص او مافی معناه یر تفع به النكاح "(11) طلاق قول خاص ہے قول کے اعتبار سے یا اس میں معنی کا اعتبار ہو جس سے نکاح اٹھ جاتا ہے۔"

مسلم ممالک کے عائلی قوانین میں طلاق کی تعریف: آج کل مختلف اسلامی ممالک میں جو عائلی قانون نافذ ہیں ان میں جو طلاق کی تعریفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ جامع ومانع نہیں کہی جاسکتی البتہ عراق ومراکش کی تعریفات قدرے بہتر ہیں۔

مراکش کے قانون میں تعریف طلاق: الطلاق هو حل عقدة النكاح با يقاع الزوج او و كيله اومن فرض له فی ذلک او الزوجة ان ملكت هذا الحق و القاضی"(12) طلاق وہ عقد نکاح کا ٹوٹنا ہے۔ زوج کے کہنے سے یا اس کے وکیل سے یا وہ کسی کو مقرر کرے یا عورت مقرر کرے کسی کو اگر وہ اس حق کی مالک ہے یا یہ حق قاضی کو حاصل ہے۔

طلاق کے اسباب واثرات:

شادی ایک مقدس بندھن ہے جو دو لوگوں کو آپس میں باندھتی ہے۔ شادی نہ صرف دو افراد (بیوی اور شوہر) کو جوڑتی ہے۔ بلکہ دو خاندانوں کو متحد کرتی ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت شادی کی گرہ میں بندھ جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں کہ زندگی کے ہر دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھائیں گے۔ گردش ایام کے ساتھ ساتھ کچھ وجوہات اور ناخوشگوار واقعات سے طلاق نہ چاہتے ہوئے بھی ہو جاتی ہے۔ماہرین کے نزدیک شادی جیسے خوبصورت اور مقدس بندھن کو توڑنے والے اسباب درج ذیل ہیں۔

1۔ ساس اور بہو کا جھگڑا: ہمارے ملک پاکستان میں زندہ جلایا تو نہیں جاتا لیکن (کم و بیش واقعات ہو بھی چکے ہیں) لڑکی کو ساس و نند کی طرف سے آگ میں لپیٹے تیر ضرور مارے جاتے ہیں۔ ساس کے ساتھ ساتھ نندیں بھی ہر وقت لڑتی جھگڑتی نظر آتی ہیں۔ ان کا ہر وقت کا رونا ہوتا ہے کہ بہو نے کھانا صحیح نہیں بنایا۔ ٹھیک طریقے سے صفائی نہیں کی یا پھر سرے سے گھر کے کاموں کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ بہو کے خلاف بولتی رہتی ہے۔ مفتی نسیم احمد قاسمی لکھتے ہیں۔ "ساس چاہتی ہے کہ اس کی بہو اس انداز سے کام کرے جو ایک گھر کا تجربہ رکھنے والی عورت کرتی ہے، یہ جذبہ برا نہیں مگر ہوتا یہ کہ ساس ایک ناتجربہ کار بہو کو اپنے پیمانہ سے ناپنا شروع کر دیتی ہے اور بسا اوقات اس کی ذرا سی غلطی کو بڑھا چڑھا کر اپنے لڑکے اور دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کرنے لگتی ہے۔"(13)

2:۔ جہیز میں کمی اور لڑکے والوں کا حرص: ہمارے معاشرے میں جہیز ایک اہم مسئلہ ہے۔ دولہے والے بڑی ڈھٹائی سے اپنے مطالبات کی لسٹ غریب والدین کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ فلاں فلاں چیزیں ہر حال میں دیں۔ اگر ہو سکے تو اپنی بیٹی کو گھر اور گاڑی بھی دے دیں تاکہ

بعد میں بیچاری کو کوئی مشکلات پیش نہ آئے یا پھر نقدی کا مطالبہ کرتے ہیں کہ نقد پیسے دے دیں تا کہ وہ دولہے کے پسند کے مطابق سامان لے لیں گے۔ محمد حنیف عبد الحمید جہیز کی فرمائش کے بارے میں تحریر کرتے کہتے ہیں۔"لڑکی کو ساس و نند کی طرف سے زہر میں بجھے آگ میں لپٹے تیر ضرور مارے جاتے ہیں۔ سسرال کی طرف سے آئے دن لڑکے والوں سے مطالبات کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائی جانے والی معصوم لڑکیوں کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔ جو لاکھوں تک بھی ہو سکتی ہے"(14)

مفتی نسیم احمد لکھتے ہیں۔"عام طور پر لوگ شادی و بیاہ کا مقصد دولت و ثروت اور جہیز وغیرہ کا حصول سمجھتے ہیں۔ اگر جہیز اور لین دین کے تمام مطالبات پورے نہیں کیے گئے تو رفتہ رفتہ لڑکے کے والدین بہو سے عداوت و نفرت کرنے لگتے ہیں اور خود شوہر بھی ایسی بیوی کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد یہ معاملہ بڑھتے بڑھتے طلاق و تفریق کی نوبت آجاتی ہے۔"(15)

3: مذہبی، اختلافات یا میاں بیوی کا ایک فرقہ (مسلک) نہ ہونا: آج کل کے زمانے میں حمل و نقل کے ذرائع اس قدر آسان، سستے اور بہتر ہو گئے ہیں کہ فاصلہ کا مسئلہ تقریباً ختم ہو گیا ہے اور انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ جب چاہیں آ جا سکتے ہیں۔ جنگوں سے بھی لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہیں۔ پر امن علاقوں میں نقل مکانی کر کے میدان جنگ میں مختلف قومیں بر سر پیکار ہوتی ہیں۔ یہ ایک دوسرے کا گلہ بھی گھونٹتی ہیں اور نئے معاشرتی نظام کو بھی پیدا کرتی ہیں۔ لہذا مختلف مذاہب اور اقوام کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں اور بین المسالک شادیوں کے امکانات نکل آئے ہیں۔ اس طرح پاکستان میں مختلف فرقوں میں آپس میں شادیاں ہو رہی ہیں۔ اگر میاں بیوی کا مذہب ایک نہ ہو تو شادی میں الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ شادی بحالت مجبوری بچوں کی پسند کے خلاف کی گئی ہو تو کئی رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ اختلافات اور جھگڑے طلاق کا سبب بنتے ہیں۔ محمد زید مظاہری مذہب کے تفاوت میں کئے گے رشتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔"بعض لوگ مال یا جاہ کی لالچ میں یا دیگر خاندانی مصلحتوں کے سبب سے اپنی لڑکیوں کا کسی بد عقیدہ یا بد عمل مرد سے نکاح کر دیتے ہیں اور اگر وہ بد اعتقادی حد کفر تک پہنچی ہوتی ہے۔ تو ظاہری کیفیت کے علاوہ عمر بھر کے لئے یہ خرابی لازم آتی ہے اور اگر حد کفر تک نہ پہنچے تب بھی روحانی عذاب رہتا ہے۔"(16)

4: معاشی تنگ دستی و بے روزگاری: میاں بیوی میں علیحدگی کی ایک وجہ معاشی تنگ دستی اور بے روزگاری بھی ہے۔ اگر گھر میں روپے پیسے کی کمی ہے اور شادی کے بعد انسان بہت زیادہ مشکلات و مسائل میں گھر جاتا ہے۔ اگر ایک وقت کا کھانا ملتا ہے تو دوسرے وقت کا نہیں۔ اگر میاں بیوی دونوں بر سر روزگار ہیں۔ بیوی کی آمدنی خاوند سے قدر زیادہ ہے تو وہ ہر بات اپنے خاوند کو جتاتی ہے کہ اس سے زیادہ کما رہی ہے، یا پھر لڑکا بے روزگار ہے سسرال والے طعنے دے دے کر اس کا جینا محال کر دیتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور اس کا اختتام طلاق پر ہوتا ہے۔

۔**15Pakistan today's** ، جنوری 2013ء میں "پاکستان میں طلاق میں کچھ اس طرح تاثرات بیان کئے گئے ہیں۔

"Financial issues are one of the main reasons of divorce. Financial problems like unemployment or low income, can hurt marriage. Couples can become habitual of using financial resources beyond. Their each or can fall a victim of excessive spending. These factor can cause disagreement between them. Unemployment causes depression, panic, anxiety, blame, fear and worse of all feeling of hopeless. Blaming the unemployment spouse for the issue can coupes a marriage -(17)

"معاشی مسائل" طلاق کا بہت بڑا سبب ہیں۔ معاشی مسائل میں بے روزگاری یا آمدنی میں کمی شادی کو توڑنے کا سبب ہے۔ شادی شدہ جوڑے (میاں ،بیوی) ایک عادت سی بنا لیتے ہیں اپنے معاشی ذرائع (آمدنی) سے زیادہ فضول خرچی کرتے ہیں۔ یہ عوامل دونوں (میاں،بیوی) میں جھگڑے کا موجب ہیں۔ بے روزگاری سے دل شکستگی، دکھ، پریشانی، الزام، خوف اور نا امیدی جیسے بدتر جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ میاں بیوی جب ایک دوسرے کو بے روزگاری کے طعنے دیتے ہیں تو یہ مسئلہ شادی جیسے مقدس بندھن کو توڑ دیتا ہے۔"

والدین کا ازدواجی توافق:۔ اگر والدین کا آپس میں پیار ہو اور ان کی ازدواجی زندگی جھگڑے وغیرہ سے پاک ہو تو ان کے بچوں کی شادیاں بھی کامیاب ہوں گی۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی خاندانوں میں شادیاں نسل در نسل کامیاب چلی آتی ہیں۔ والدین کی اچھی مثال بچوں کے سامنے ہوتی ہے۔ لہذا جب بچے والدین کو خوش خوش دیکھتے ہیں تو وہ بھی اپنے گھروں میں خوش رہتے ہیں۔ بر خلاف اس کے اگر والدین ہر وقت لڑتے جھگڑتے رہیں تو بچے بھی اپنے گھروں میں ناخوش رہیں گے۔ پس جو لڑکے یا لڑکیاں ناخوش گھروں سے آتے ہیں وہ اچھے خاوند یا اچھی بیوی ثابت نہیں ہوتے۔"(18) والدین کے ازدواجی مسائل بھی بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں جس سے بچوں کی جب شادیاں ہوتی ہیں تو وہ بھی انھی جذبات کا اظہار کرتے ہیں جس سے ناچاقی پیدا ہوتی ہے۔

4:تعدادازواج: دو بیویوں سے نباہ حکومت کرنے سے زیادہ مشکل کام ہے۔ دو دو بیویاں ایک مرد کے لئے وبال جان بن جاتی ہیں۔ جس سے ہر وقت لڑائی جھگڑا کا احتمال رہتا ہے۔ ان لڑائی جھگڑوں سے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور ہنستا بستا ویران گھر کھنڈر بن جاتا ہے۔

محمد زید مظاہری تعداد ازواج کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔ "بخلاف ایسے شخص کے جس کی کئی بیویاں ہوں کہ اس کے ماتحت ایسے دو محکوم ہیں جو اس کے محبوب ہیں اور محبوب بھی کیسے جن کے درمیان عدل وانصاف کرنا ایسی حالت کے ساتھ خاص نہیں۔ جب کہ ان میں جھگڑا ہو بلکہ اگر وہ خود جھگڑیں نہ بھی تب بھی اس حاکم پر ہر وقت کے برتاؤ میں ان میں برابری رکھنا واجب ہے۔ پھر اگر جھگڑا وہ تو اس وقت یہ کشاکشی ہوگی کہ اگر ان کی محکومیت کے حق ادا کرتا ہے تو محبوبیت کے حق فوت ہوتے ہیں۔ اور دونوں کا جمع کرنا دو متضاد شئے (آگ پانی) کے جمع کرنے سے کم نہیں اور نہایت عقل مندی کی اس میں ضرورت اور اگر حکومت سے سبکدوش ہونا چاہئے تو وہ اس لئے مشکل ہے کہ اس کی حقیقت زوجیت کو ختم کرنا ہے (یعنی طلاق دینا) اس کو شریعت مبغوض ٹھہراتی ہے۔(19)

5: بچوں کی شادیوں پر بے تحاشہ خرچ:۔ بچوں کی شادی کی فضول رسموں پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے۔ لوگوں پر اپنی دھاک بٹھانے کیلئے سود پر قرض لینے کو عار نہیں سمجھتے دولہا اور والدین پھولے نہیں سماتے۔ آخر کار جب شادی اختتام پذیر ہوتی ہے تو قرض خواہ قرض کا مطالبہ بمع سود کرتے ہیں تو لوگوں میں چپقلش اور رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ دولہن کے زیور اور سامان قرض کی ادائیگی کے لئے بیچ دیے جاتے ہیں طعنے بھی دیے جاتے ہیں تمھارے والدین اتنا مطالبہ نہ کرتے تو آج یہ دن دیکھنے کو نہ ملتا۔

محمد زید مظاہری شادی پر اخراجات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "رؤسا (مالدار) لوگ شادی وغیرہ میں بڑی بے احتیاطیاں کرتے ہیں مسلمانوں کے حال پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ وہ آگے پیچھے کا کچھ خیال نہیں کرتے بری طرح فضول کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ بعض کی لنگوٹی بندھ جاتی ہے یہ نوبت مسلمانوں کی اس وجہ سے ہوئی کہ اسلام کے آہنی قلعہ پھاٹک کو کھول دیا ورنہ اسلامی اصول پر چلنے سے کبھی ذلت نہیں ہو سکتی۔ لہذا حقوق مالیہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔(20)

تفاوت عمر:۔ دیہاتوں میں اکثر والدین اپنی بیٹوں کی شادی بہت ہی چھوٹی عمر میں کر دیتے ہیں تقریبا 12 سے 14 سال کی عمر تک۔ چھوٹی عمر میں بچے پیدا کرنا صحت کا خیال نہ رکھنا زیادہ بچوں کی پیدائش پر خاوند پر سے توجہ مٹ جانا بیشتر مسائل کا سبب بنتے ہیں۔ اس طرح وہ لڑکیاں جو اپنے خاوندوں سے بڑی تو بہت بڑی یا پھر پھر بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ اگر بڑی ہوتی ہیں جب خاوند حاکمیت کو پہنچتا ہے وہ بوڑھی مائیں بن جاتی ہیں۔ محمد زید مظاہری تفامت عمر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "بعض قوموں میں اس عکس کا بڑا رواج ہوتا ہے یعنی لڑکا چھوٹا ہوتا ہے اور لڑکی بڑی، بعض بے وقوف ایسا کر دیتے ہیں لڑکا چھوٹا اور لڑکی بہت بڑی اب لڑکی تو پہلے جوان ہو گئی اور لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا بلکہ کہیں ایسا تفاوت ہوتا ہے کہ لڑکا اس کی گود میں کھیلنے کے لائق ہوتا ہے۔ ان بے عقلوں نے یہ نہ کہ سب تعلقات کی بنیاد زوجین کا توافق (باہمی موافقت ہے۔ اور اس صورت میں کامیابی کی امید نہیں۔(21)

9۔ نرینہ اولاد کا نہ ہونا: گھر کی خوشیاں خاص طور پر بچوں کی چیکاروں سے منسلک ہیں جن گھروں میں بچے نہیں ان کو کھنڈر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پاکستان کے دیہاتوں میں خاص طور پر اس بات کو اولیت دی جاتی ہے اگر بیٹیاں پیدا ہو گئیں بیٹا نہیں ہے تو پھر بھی ساس واویلا شروع کر دیتی ہیں میرے بیٹے کی نسل کو بڑھانے کے لئے بیٹا لازمی پیدا ہونا چاہیے۔ اس روز روز کی لڑائی جھگڑے سے طلاقیں دونوں فریقین میں ہو جاتی ہیں۔

10۔ وٹہ سٹہ کی شادی: پاکستان کے دیہات میں ایسی شادیوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اگر وٹہ سٹہ کی صورت میں شادی کریں گے تو ہماری بیٹیاں ظلم سے محفوظ رہیں گی اگر اس گھر کی لڑکی ہمارے گھر بیاہے گی تو ان لوگوں کو جراءت نہیں ہوگی کہ ہماری بچی کو تنگ کریں یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اگر ایک گھر میں چپقلش پیدا ہو جائے تو یقینا دوسرا گھر بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ اس طرح لڑکیاں جڑ پکڑ لیتی ہیں جو بہت بڑی نفرت و دشمنی کا سبب بنتی ہیں۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے دونوں گھر اجڑ جاتے ہیں اور بچے دربدر کی ٹھوکریں کھانے لگتے ہیں۔

11۔ نشہ آور لڑکوں سے بیاہ اور عشق و معاشقہ کی شادی: ایسے والدین جو اپنی بیٹی کی شادی نشہ آور لڑکے سے کر دیتے ہیں جو اپنی بیوی کا سامان نشہ پورا کرنے میں بیچ کھاتا ہے ساتھ ہی اس پر جسمانی تشدد کرتا ہے تو ایسی لڑکی تنگ ہو کر بچوں کو مار ڈالتی ہے یا پھر طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جوڑا عشق و معاشقہ لڑاتا ہے اور گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کر لیتا ہے تو پورا معاشرہ ان دونوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ گھر والے ناطہ توڑ لیتے ہیں۔ لڑکی پر یہ معاملہ جب افشاء ہوتا ہے کہ لڑکا واجبی شکل و صورت انتہائی غریب ترین گھرانے سے تعلق رکھتا ہے تو چند دن محبت جتانے کے بعد مار دھاڑ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

12۔ تعلیم اور حسن و جمال کی کمی:۔ "اسی طرح کچھ کوتاہ عقل افراد عورت کے حسن و جمال کو مدار نکاح سمجھتے ہیں اور حسب منشاء بیوی کے حسن و جمیل اور خوبرو نہ ہونے کی صورت میں اس کی زندگی سے چاہت و منشاء کے مطابق قدرت نے اس عورت کو حسن و جمال کی دولت سے نوازا ہے۔"(22) چاہے اپنا بیٹا کتنا ہی نکما کیوں نہ ہو لڑکی پڑھی لکھی باقاعدہ نوکری والی ڈھونڈنی ہے۔ جب شادی ہو جاتی ہے تو میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی پیدا نہیں ہو پاتی اور لڑکی سسرال میں یہ تنازعات طول پکڑ جاتے ہیں۔ جو طلاق کا سبب بنتے ہیں۔

13۔ تنقید برائے تحقیر:۔ طلاق کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ تنقید برائے تحقیر ایک ایسی چیز ہے جو گھریلو زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ تنقید و اعتراض کا ماحول انتہائی گندے اور ناخوشگوار جذبات کو جنم دیتا ہے۔ ایسے ماحول میں دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دونوں موقع، محل دیکھے بغیر اور نہ کسی کا عزت مرتبہ کا خیال رکھتے ہوئے لڑائی کے لئے تیار رہتے ہیں۔

محمد حنیف عبدالمجید یہ بات ذہن نشین کراتے ہیں کہ:"تنقید سے کسی کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اعتراض، تنقید، تنقیص، تردید، تقابل، طعن و تشنیع سے بحث و تکرار، قیل و قال کا دروازہ کھول جاتا ہے اور اس طرز پر نصیحت اور دعظ سے افہام و تفہیم، اطاعت و اتباع، غلطی کے اعتراف اور اس بات پر معذرت وغیرہ سب کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔(23)

مطلقہ خواتین پر طلاق کے اثرات: گھریلو ناچاقی ساس نند اور دیورانی کی لگائی بجھائی حسد کا طوق اور بچوں کا بوجھ لادے 20 سالہ جوان عورت پچاس سالہ بوڑھی عورت لگتی ہے۔ خوب صورت اور تندرست و توانا عورت مسائل و مشکلات کا بوجھ لادے انجان سفر کی طرف رواں دواں ہوتی ہے۔ اُس اب اس بات کی فکر ہوتی ہے بچوں کا پیٹ کیسے پالے گی۔ رہائش ولباس کا مسئلہ کیسے حل کرے گی۔ معاشرے کی نظر میں تحقیر و تذلیل، ذہنی و جسمانی مشقت در در کی ٹھوکریں اُسے مفلوج کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جوانی اور تندرستی میں محبت کی آمیزش ہو تو یہ دیر پا قائم رہتی ہے اور بوڑھاپا دور ہو جاتا ہے۔ محبت و سکون بڑی بڑی بیماریوں کے لئے ایک بہت بڑی قوت مدافعت ہے۔ یہ وقت سے پہلے بزدلی، خوف، ذہنی انتشار اور دماغی الجھن کو انسان کے نزدیک پھڑکنے نہیں دیتی بصورت دیگر گھریلو خلفشار میں بے چینی، عدم اطمینان، ناآسودگی، چڑچڑاپن اشتہ حالی اور بحرانی کیفیات جنم لیتی ہیں۔ جو کہ اعصاب و اعضاء بلکہ جسم و روح کو ناکارہ کر

کے رکھ دیتی ہے۔ اس طرح معاشرہ کی تیز و تند، حقارت و شک بھری نگاہیں کام کا بوجھ، تنہائی کا خوف، تحفظ کا خاتمہ، رہائش کا مسئلہ بچوں کے مستقبل کی فکر دن رات ستائے رہنے کی وجہ سے مطلقہ خواتین کو ذہنی الجھنوں کے سبب یہ بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

☆ گردن کے پچھلے حصے میں درد ☆ حلق میں ورم ☆ معدے میں سوزش۔ درد تیزابیت اور السرہ وغیرہ ☆ دل کا عارضہ ☆ تھکاوٹ و اضمحلال ☆ سستی و غنودگی، بے خوابی (نیند کا نہ آنا) ☆ درد سر ☆ اختلاج و گھٹن ☆ ریاحی شکایت، دل شکستگی یا افسردگی ☆ جنسی خواہش کی تکمیل نہ ہونے والے عوارض وغیرہ۔

طلاق ہونے پر بچے کی پرورش کا مسئلہ اور اس کے اثرات: اللہ جل شانہ نے انسانوں میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رکھا ہے بچے ناتواں اور ناسمجھ اور ضعیف البیان پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی پرورش و پرداخت ماں باپ کے ذمہ کر دی گئی ہے وہ شرعاً بھی ان کی پرورش کے مکلف ہیں۔ طبعی طور رمامتا ہونے کی وجہ سے خود بھی پرورش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی شریعت اسلامیہ کے مزاج کے خلاف میاں بیوی جدائی کا کام کر بیٹھتے ہیں تو بچوں کی پرورش کا مسئلہ ایک مصیبت بن جاتا ہے۔ والدین میں نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جاتی ہے کورٹ کچہریوں کے چکر میں بچے فٹ بال بن جاتے ہیں کبھی باپ اور کبھی ماں کے گھر اس طرح بچوں میں کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ ان حالات میں اُن کی اخلاقی ذہنی وجسمانی تربیت بگڑ جاتی ہے۔

"مصروف سماجی سائنسدان **NicholasNill** نے 1993ء میں ایک رپورٹ میں لکھا کہ طلاق یافتہ والدین کے بچے نہ صرف اقتصادی مشکلات کا شکار رہتے ہیں بلکہ تعلیم کی محرومی اور نفساتی پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لاس اینجلس کے ایک عوامی سروے کے مطابق 69٪ امریکی طلاق کے حضر اثرات کے ازالہ کی سبیل مستحکم خاندانی نظام قرار دیتے ہیں۔"(24)

طلاق کی وجہ سے بچے پر درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

1۔ تبدیلی کا خوف: بچے کو یہ خوف لاحق ہو جاتا ہے کہ والدین ایک دوسرے سے تعلق ختم کر لیں گے اور اس کا خیال کون رکھے گا اس کو یہ فکر ہوتی ہے اس وقت پر کھانا پینا اور کپڑے کون دے گا۔ سکول کی تیاری کون کرائے گا اور ساتھ ہی وقت پر سکول کون چھوڑے گا۔ وہ بچے جو والدین کے بہت عادی ہوتے ہیں ان دونوں کو کھو دینے کا خوف محسوس ہوتا ہے۔

2۔ تنہائی کا خوف: جب والدین میں علحدگی ہو جاتی ہے تو وہ الگ تھلگ رہنا شروع کر دیتا ہے وہ بچہ جو دونوں (ماں اور باپ) کا لاڈلہ ہوتا ہے اُن کے ہاتھوں سے کھاتا ہے اُن کی گود میں سوتا ہے اور ناز و نخرے کرتا ہے۔ اسُے باپ کی شفقت سرد و گرم زمانے سے بچاتی ہے ماں کی نرم گود سکھ چین دیتی ہے، علحدگی کی صورت میں اس سے سب کچھ چھن جاتا ہے۔ باپ کی شفقت بھی اور ماں کی نرماہٹ بھی ماں اُسے گھر میں اکیلا چھوڑ کر دنیاوی بکھیڑوں میں گم ہو جاتی ہے۔ تو بچہ ڈر جاتا ہے۔ اندھیرے سے خوف کھاتا ہے۔

3۔ والدین کی عادات منتقل ہونا: یہ اٹل بات ہے کہ بچہ جس ماحول میں پرورش پاتا ہے تمام عادات وخصائل بھی وہی اختیار کر دیتا ہے۔ اگر والدین نرم خو، بردبار، شفیق ورفیق ہوں گے بچہ بھی ویسا ہی رویہ اختیار کرے گا۔ اگر والدین جھگڑالو اور شرپسند ہوں تو بچوں میں بھی لڑائی، غصہ اور پریشانی کا مادہ بچوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ والدین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

سی۔ اے قادر ان بچوں کے بارے میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ۔ "بچے کی غلط پرورش بہت سے جرائم کا پیش خیمہ بن جاتی ہے، لہذا والدین اور بچے کے درمیان جو رشتہ اس ابتدائی تربیت سے قائم ہو جاتا ہے اس کا بچے کی شخصیت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔(25)

4۔ نفسیاتی اثر: جس گھر میں روزانہ والدین کی تو تو، میں میں نوک جھونک، گرما گرمی، چیخ وپکار نفرت وغصہ کے بم برسائے جائیں۔ یہ معصوم کلیاں کملا کر رہ جاتی ہیں والدین کی علیحدگی کی صورت میں محلہ والوں اور رشتہ داروں کے طعنوں سے بچہ نفسیاتی مریض بن جاتا ہے اور گھر کے کونے میں دبکے سہمے پڑے رہتے ہیں۔ "بچوں پر طلاق کے اثرات صرف تعلیمی، نفسیاتی اور اقتصادی ہی نہیں سماجی سائنسدان Sara S.Mclanahan کے مطابق وہ لڑکیاں جو اپنا بچپن اور لڑکپن طلاق یافتہ والدہ کے ساتھ گزارتی ہیں مستقبل میں ان کے اسی نہج پر زندگی گزارنے کے 100٪ سے 15٪ تک امکانات دیکھے گئے ہیں۔ "(26)

5۔ شرعی حدود کی پامالی:۔ ایسے بچوں کے لئے سب سے بڑی نقصان دہ بات یہ ہوتی ہے کہ جب ان کو کسی جگہ سے پیار و محبت نہیں ملتا کوئی اُن کی پیٹھ (پشت) پر ہاتھ رکھ کر اعتماد پیدا کرنے والا نہیں ہوتا پھر اسے لڑکے یا لڑکیوں کو خود غرض سے خود غرض شخص دھوکہ دے کر ذرا سی محبت کا اظہار کرتا ہے تو اکثر کے ہاتھوں شرعی حدود پامال کر کے آخرت تباہ کر بیٹھتے ہیں یا اگر دنیا چند روزہ بن بھی گئی تو آخرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ "(27)

6۔ دھوکا دہی کی شادی:۔ مطلقہ خواتین کے بچے نفسیاتی طور پر بہت زیادہ پریشان ہوئے ہیں اگر کیسی سے محبت مل جائے انہیں پر مر مٹتے ہیں۔ اپنی جان نچھاور کر دیتے ہیں اگر انہیں محبت میں دھوکہ مل جائے تو ان کی پوری دنیا ویران ہو جاتی ہے۔ جینا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ محمد حنیف عبد المجید متاثرہ بچوں کو شادی میں دھوکہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ۔ "جب یہ متاثرہ بچے شادی کی عمر کو پہنچ کر شادی کر لیتے ہیں تو اُن کے سامنے یہ اصلیت کھلتی ہے لڑکی والوں یا لڑکے والوں کے تو صرف مال و دولت ی وجہ سے شادی کے لئے محبت جتائی تھی تو وہ اور بھی کوفت، احساس محرومی، نفسیاتی اور طبعی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یا تو پھر زندگی ختم کر دیتے ہیں یا پھر طبعی عمر سے پہلے قبر میں پہنچ جاتے ہیں۔ "(28)

بلحاظ عمر بچوں پر طلاق کے اثرات: ماہرین نے بلحاظ عمر بچوں پر طلاق کے اثرات کی درجہ بندی کچھ اس طرح سے کی ہے۔

1۔ ابتدائی سکول جانے کی عمر (3-5 سال) Pre School Age:

اس عمر میں بچہ چھوٹا ہوتا ہے والدین سے بہت زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ طلاق کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک سے بچھڑنے کا خوف ہر وقت ستائے رکھتا ہے کہ اگر ابو چھوڑ گیا ہے تو امی بھی چھوڑ کر چلی جائے گی۔ وہ بہت ہی حساس ہو جاتا ہے۔

Late Leniency: 2۔ لڑکپن (11۔8 سال)

یہ عمر بچوں کی تصوراتی اور تخیلاتی ہوتی ہے، وہ خوب بنتے ہیں کہ والدین آپس میں خوشی خوشی گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیں گے۔ لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے تو ان کے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ وہ والدین کے اس فیصلے سے دکھی ہوتے ہیں۔ پریشانی کے جذبات ان پر غالب آجاتے ہیں، اچھے برے والدین میں فرق کرنے میں احتیاط برتتے ہیں۔ ضروریات زندگی کے حصول کے لئے والدین پر انحصار نہیں کرتے۔ نیشنل ہیلتھ کے ایک جائزہ کے مطابق۔ "طلاق کی اتنی بلند شرح کے اثرات صرف نوجوانوں پر ہی نہیں بلکہ بچوں پر بھی نمایاں ہیں، **National center for health statistics** کے 1988 کے جائزے کے مطابق **Single parent** خاندانوں (طلاق یافتہ اور بغیر شادی کے بننے والے والدین) کے بچے عدم دلچسپی کے باعث سکول کی تعلیم سے محروم رہتے ہیں اور لڑکیاں زندگی کی دیائی میں ہی حاملہ ہو جاتی ہے جبکہ اکثر منشات کی عادی بھی ہیں۔"(29)

Adolescence :3۔ جوانی (18۔12 سال): طلاق کی وجہ بچے اس عمر میں جذباتی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں۔ تشدد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خودکشی کرنے تل جاتے ہیں۔ سی۔ اے قادر ان بچوں کی نفسیات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ جذباتی کشمکش، موت اور طلاق سے خاندانی سکون اور یکجہتی تباہ ہو جاتے ہیں۔ بچوں کو پیار و محبت نہیں ملتا۔ ان کے احساس تحفظ کو شدید صدمہ پہنچتا ہے ایسے گھروں سے خاطی اور مجرم نکلتے ہیں۔"(30) بچے اپنے والدین کے اس فیصلہ سے ارد گرد کے اخلاقی معاملات پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں اور مستقبل میں شادی کرنے اور محبت جیسے جذبات سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات نشہ جیسی مذموم لت میں پڑ جاتے ہیں۔

بچوں کا والدین سے تعلق: ایسے بچے والدین سے نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اُن کی ذہنی وجسمانی حالت بگڑ جاتی ہے۔ وہ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ماں یا باپ قریب آئیں اور پیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو بچے پہلے سے زیادہ سہم جاتے ہیں اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہیں دوبارہ امی ابو مجھ سے چھن نہ جائے۔ اپنے والدین سے ان کا اعتماد اٹھ جاتا ہے وہ اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔

Spellman اور **Lorenz** مطلقہ خواتین کے بچوں کے جذبات کا جائزہ کچھ اس طرح لیتے ہیں۔

"Women emotional and mental wellbeing is very important for complete and healthy development a child. Children of emotionally maladapted women are at increases risk of development emotional problem in the future than children living with intact families."(31)

وہ خواتین جو جذباتی اور اپنی طور پر صحت ہیں تو اس کے لئے یہ بات اہم ہوتی ہے کہ بچے کی مکمل اور صحت مندانہ پرورش کرنا ہوتی ہے۔ جذباتی تنہا عورت کے بچے مستقبل مستقبل میں بہت زیادہ جذباتی ومسائل وخطرات کا شکار ہوتا ہے۔ یہ سب ان بچوں کے جو مکمل خاندان (امی + ابو) کے ساتھ رہتے ہیں۔

خلاصہ کلام:۔ مندرجہ بالا تحقیق میں مطلقہ خواتین کی زندگی پر طلاق اسباب واثرات بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم معاشرے میں طلاقوں کا تجزیہ کریں تو اندازہ ہو گا کہ 90 فی صد طلاقیں صرف اس لیے ہوتی ہیں کہ انھوں نے ارشادات رسول اللہ ﷺ پر عمل نہیں کیا۔ عورت بد خُلق تھی اُسے طلاق ہوگئی۔ لڑکی جہیز کم لائی اُسے طلاق ہوگئی لڑکے والوں نے فلاں فلاں سامان جہیز میں مانگانہ ملا طلاق ہوگئی۔ لڑکی بد چلن، لڑکا آوارہ، زانی، شرابی اور حرام خور تھا اس لئے اختلافات ونزاع سے حالات بگڑ گئے۔ اگر شادی سے پہلے اسلامی اصولوں و آداب کی رعایت کی گئی ہوتی تو میاں بیوی دین دار ہوتے اور سنتوں بھرا ایک گلشن آباد ہوتا رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔ **النکاح من سنتی** "نکاح میری سنت ہے" اس کا مطلب یہ نہیں کہ سنت کے مطابق ایجاب قبول کیا جائے بلکہ ارشاد کا تقاضا یہ ہے کہ تقریب نکاح اول سے آخر تک سنت کے مطابق ادا کی جائے اگر ایسا ہو تو نہ جہیز کی قلت کا مسئلہ کھڑا ہو گا اور نہ ہی مہر کی کثرت کا اور نہ خلاف سنت خرافات میں مال کا ضیاع ہو گا اور نہ ہی بچوں پر جذباتی ونفسیاتی اثر پڑے گا۔ اب ان اسباب کے ازالہ کی کوشش کر کے طلاق کے واقعات ختم کرانے کے لئے اسلامی معاشرہ کو کمربستہ ہونا چاہیے اور اصلاحی تحریکیں چلا کر اُن کا سدباب کیا جائے۔ اگر آج معاشرے افراد بیدار نہیں ہے تو طلاق کی کثرت کے تباہ کن مفاسد اور برے اثرات اپنے تعین سے پورے معاشرہ کو تباہ کر دیں گے۔ اس کا واحد حل اسلامی معاشرے کی تشکیل ہے۔

حوالہ جات

1۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، مطبوعہ دارالحیاء القراث العربی بیروت، س،ن، ج8 ص188

2۔ قاسمی، وحید الزماں، القاموس الجدید، مطبوعہ چوک اردو بازار کراچی 1410ھ، ص500

3۔ بلیاوی، عبد الحفیظ، مصباح اللغات، مطبوعہ کراچی، 1349ھ، ص515

4۔ نذیر احمد مولانا، اشرف التوضیح (المشکوۃ المصابیح)، مطبوعہ فیصل آباد، 1418ھ، ج4، ص461

5۔ تنزیل الرحمنٰ، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ اسلام آباد، 1976ء، ج2، 355

6۔ نذیر احمد، اشرف التوضیح (المشکوۃ المصابیح) مطبوعی فیصل آباد، 1418، ج4، 461

7۔ تنزیل الرحمنٰ، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ اسلام آباد، 1976ء، ج2، ص357

8۔ المغربی، محمد بن عبد الرحمنٰ، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، وطبعہ السعادۃ مصر، 1329ھ، ج4، ص18

9۔ محمد الشربنی الخطیب، مغنی المحتاج شرح المنہاج، مطبعہ و مصطفیٰ البانی، 1933ء، ج3، 279

10۔ شرف الدین المقدسی، الامتناع، المطبعۃ المصریہ، ج4، ص2

11۔ عبد اللہ بن مفتاح۔ المنتزع المختار، مطبوعہ قاہرہ، 1332ھ، ھ2، ص381

12۔ بحوالہ، تنزیل الرحمنٰ، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ اسلام آباد، 1976ء، ج2، ص360
13۔ مفتی نسیم احمد قاسمی، طلاق کے تباہ کن اثرات، مطبوعہ ادارۃ القرآن علوم الاسلامیہ کراچی، 2002ء، ص70
14۔ محمد حنیف عبدالمجید، تحفہ دولھا(جدید)، مطبوعہ مکتبہ بیت العلم کراچی، 2004ء، ص71-70
15۔ مفتی نسیم احمد قاسمی، طلاق کے تباہ کن اثرات، مطبوعہ ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی، 2002ء، ص64
16۔ محمد زید مظاہری، اسلامی شادی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن، ص69
17۔ www.Pakistantoday.com.Pk/ 2013/01/15/comment/editor/mail/divorce in Pakistan
18۔ چوہدری عبدالقادر، نفسیات تسویہ، مطبوعہ عزیز بک ڈپو لاہور، 2003ء، ص189
19۔ محمد زید مظاہری، اسلامی شادی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن، ص227
20۔ محمد زید مظاہری، اسلامی شادی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن، ص171
21۔ محمد زید مظاہری، اسلامی شادی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن، ص73
22۔ مفتی نسیم احمد قاسمی، طلاق کے تباہ کن اثرات، مطبوعہ ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی، 2002ء، ص65
23۔ محمد حنیف عبدالمجید، تحفہ دولھا(جدید)، مطبوعہ مکتبہ بیت العلم کراچی، 2004ء، ص192
24۔ Calvary chapel.com /Library/Reference/social/ Divorce.Statistics.htm,15 march 2002,0200 PST
25۔ چوہدری عبدالقادر، نفسیات تسویہ، مطبوعہ عزیز بک ڈپو لاہور، 2003ء، ص192
26۔ www.divorce refrance.org/black.html,15 march 1003, 0200 PST
27۔ محمد حنیف عبدالمجید، تحفہ دولھا(جدید)، مکتبہ بیت العلم کراچی، 2004ء، ص226
28 ۔ محمد حنیف عبدالمجید، تحفہ دولھا(جدید)، مکتبہ بیت العلم کراچی، 2004ء، ص227۔226
29۔ www.divorce refrance.org/black.html,15 march 1003, 0200 PST
30۔ چوہدری عبدالقادر، نفسیات تسویہ، مطبوعہ عزیز بک ڈپو لاہور، 2003ء، ص192
31۔ Spillman,: prenz, O; & wickyamma, H.(2006) Finical distress after divorce. Paper presented at the 12th Biennial conference of international society for justice Research, Adelaide Australia.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.